ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی کی

ایمان سوز فریب کاریاں (۲)

از جناب سید بادشاہ تبسم بخاری صاحب مدظلہ

ڈاکٹر خالد محمود صاحب چونکہ ہر صفحے کے اندر جوڑ توڑ اور فریب کاری کے من بھاتے کھیل میں مصروف رہے اس لیے جی تو چاہتا ہے کہ کوئی صفحہ بغیر جواب کے نہ رہنے دیا جائے مگر یہ مضمون اتنی تفصیل کا متحمل نہیں ہو سکتا لہٰذا فریب کاریوں اور جوڑ توڑ کی چند مثالوں پر ہی اکتفا کیا جا رہا ہے۔

① ترجمۂ کنز الایمان

ڈاکٹر صاحب "کنز الایمان ترجمہ قرآن نہیں" کا عنوان دے کر مقدمۂ کنز الایمان کے حوالے سے رقمطراز ہیں:۔

"لفظ بلفظ ترجمہ کرنے کے سبب حرمتِ قرآن، عصمتِ انبیاء،

اور وقارِ انسانیت کو بھی ٹھیس پہنچتی ہے اور .... انہی تراجم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ معاذ اللہ بعض امور کا علم اللہ ربّ العزت کو بھی نہیں ہوتا۔" (مقدمہ کنز الایمان صفحہ ۱)

غور کیجئے یہ جرح کیا بعینہٖ وہی نہیں جو پادری عبدالحق نے عربی دان ہونے کی حیثیت سے قرآن پر کی تھی اور ان بریلوی علماء نے اردو دان ہونے کی حیثیت سے ان اردو تراجم کے ذمہ لگا دی؟"[1]

دیکھنا یہ ہے کہ پادری عبدالحق عربی دان نے کیا جرح کی تھی وہ بھی خود ڈاکٹر صاحب ہی نے نقل کر دی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ پادری عبدالحق کہتا ہے:۔

"قرآن کا مطالعہ کریں تو کوئی نقص نہیں جو خدا میں نہ ہو اور کوئی عیب نہیں جو اس کے انبیاء میں نہ ہو، محمدی علماء تفسیروں میں ان تمام آیتوں کی تاویلیں کرتے ہیں لیکن قرآن کے الفاظ جوں کے توں ہیں اور وہ ہمارے دعوے کی تائید کرتے ہیں، مسلمانوں کا قرآن کچھ کہتا ہے اور ان کی تفسیریں کچھ، سو نجات کی راہ صحفِ مقدسہ ہی میں ہے۔ (صحفِ مقدسہ صفحہ ۱۷)[2]

قرآن کریم کسی بندے کا کلام نہیں بلکہ اللہ کا کلام ہے۔ اس کے الفاظ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں۔ ان کی فصاحت و بلاغت، ان کے حقیقی معنیٰ اور ان کی اصلی مراد اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں، جتنا کچھ امّت کو بتانے کی ضرورت محسوس کی گئی وہ بواسطۂ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بتا دیا گیا بہت سے الفاظ

---

[1] مطالعۂ بریلویت جلد دوم صفحہ ۹۸۔

[2] ایضاً صفحہ ۹۶، ۹۷۔

ایسے ہیں جو لغتِ عرب سے لیے گئے مگر اُن کے معنیٰ وہ نہیں جو لغت میں ہیں بلکہ قرآن کے اپنے معنیٰ ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے جو مقدمہ کنز الایمان کی عبارت دی ہے اس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ترجمہ: ایسا ہو جس سے حرمتِ قرآن بھی باقی رہے اور عصمتِ انبیاء بھی، یعنی ترجمے میں کوئی ایسا لفظ نہ آنے پائے جس میں اللہ و رسول (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی گستاخی ثابت ہو۔ اللہ رب العزت نے جو کلام پاک اُتارا ہے وہ اُس کے الفاظ و معانی کی تفصیل مخلوق سے زیادہ جانتا ہے۔ مگر مخلوق خصوصاً امتِ محمدیہ کو زیبا نہیں کہ وہ ترجمہ کرتے وقت آدابِ توحید و رسالت کو بھول جائے کہ یہی تعظیم و ادب ہی اس کا طرۂ امتیاز ہے۔ ایسے الفاظ ترجمہ میں شامل ہی کیوں کیے جائیں جو ہماری زبان میں اچھے معنوں میں مستعمل نہیں۔ یہ تو مطلب ہوا مقدمۂ کنز الایمان کی عبارت کا، جب کہ دوسری طرف پادری عبدالحق صاحب براہِ راست قرآن مجید کے عربی الفاظ پر ہی معترض ہیں کہ قرآن کچھ کہتا ہے اور تفسیر کچھ۔ یعنی وہ بے چارہ اپنی عقل پر ہی بھروسہ کر کے بیٹھ گیا ہے کہ جو سامنے نظر آ رہا ہے اس کی اصلیت بھی وہی ظاہر کی طرح ہے۔ گویا پادری صاحب نے جان لیا کہ بس اس کے علاوہ کوئی دوسرے معنیٰ تو متعین ہو ہی نہیں سکتے۔ انہوں نے اپنی کم علمی و کم فہمی سے اللہ کے کلام کے الفاظ کو اپنی عقل کی روشنی میں پرکھا اور اپنی عقل کے زور پر ہی اُن کے معنیٰ محدود و مخصوص کر لیے۔ لہٰذا مقدمۂ کنز الایمان کی عبارت پادری صاحب کی عبارت میں مشرق و مغرب کا فرق ہے۔ اور اگر ڈاکٹر صاحب برنائے تعصب پھر بھی بضد ہیں تو بتائیں کہ اگر تفاسیر کے اندر تاویلوں کے ذریعے حرمتِ قرآن اور عصمتِ انبیاء کو بچایا جا سکتا ہے تو ترجمہ کے اندر ہی اس

کلمے کو قائم کر لینا کیونکر درست اور جائز نہ ٹھہرے گا؟ قرآن مجید کے عربی لفظ کی جو مراد آپ دوسرے قدم پر جا کر لیتے ہیں وہی مراد اگر پہلے قدم یعنی ترجمہ ہی میں لے لی جائے تو کون سی تحریف ہو جائے گی؟ جو معنیٰ تفاسیر کے مطابق ہو گیا وہ معنیٰ غلط ہو جائے گا؟ چونکہ آپ کے علماء دیوبند نے اپنے تراجم میں قرآنی الفاظ "مکر" کا معنیٰ فریب کیا — "ضالاً" کا معنیٰ "بھٹکتا ہوا" کیا، "ذنب" کے معنیٰ گناہ کیا اور ان سب کی نسبت اللہ و رسول کی طرف کر دی۔ اس لیے اب آپ اس بات پہ بہت زور دے رہے ہیں کہ جب ان کے لفظی معنیٰ یہی بنتے ہیں اور لفظی ترجمہ یہی نکلتا ہے تو وہ کیا کرتے۔ تو عرض ہے کہ وہ وہی کچھ کرتے جو انہوں نے صلوٰۃ، زکوٰۃ، صوم، حج اور جہاد کے معنوں میں کیا ہے۔ اگر آپ کے نزدیک لفظی ترجمۂ قرآن ہی درست ہے تو پھر صلوٰۃ کے معنیٰ نماز نہیں بلکہ مطلق "دُعا" ہے، زکوٰۃ کا مطلب مطلق "زیادتی" ہے، صوم کا مطلب مطلق "بندش" ہے۔ حج کا ترجمہ مطلق "قصد" ہے اور جہاد کا ترجمہ مطلق "مشقّت" ہے۔ بتایئے اس کے لفظی ترجمے کیوں نہیں کئے گئے۔ آپ کے قول کے مطابق تو اگر صلوٰۃ سے مراد نماز لینا تھی تو تفسیر کے اندر لی جاتی نہ کہ ترجمہ میں۔ علیٰ ہذا القیاس دیگر الفاظ کا ترجمہ لفظی کر دیا جاتا اور جو مراد تھی وہ تفاسیر میں پیش کی جاتی، آپ کے علمائے دیوبند نے ایسا کیونکر نہیں کیا؟ اور سوچنے کی بات یہ بھی ہے کہ جس بیچارے کے پاس کوئی تفسیر ہی نہ ہو وہ کیا کرے، کیا وہ لفظی ترجمے پر ہی عمل کرے اور اُن کے معنیٰ وہی سمجھے جو آپ کے علماء نے ترجمے میں پیش فرما دیئے ہیں؟ سیدھے ہاتھ کیوں نہیں مان لیتے کہ ترجمہ لغوی شرعاً معتبر نہیں ہوتا بلکہ ترجمہ اصطلاحی شرعاً معتبر ہوا کرتا ہے۔ دیکھئے آپ کے حکیم الاسلام قاری محمد طیّب قاسمی لکھتے ہیں: -

"روایت میں آیا ہے کہ جب روزہ کے بارے میں آیت نازل ہوئی ابتداء میں یہ حکم تھا کہ رات کو سو کر جب بھی آنکھ کھلے، اس وقت سے اگلے افطار تک بیچ میں کھانا پینا منع ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس میں تخفیف فرمائی اور ارشاد فرمایا۔۔ حتی کلوا واشربوا یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر یعنی صبح کاذب کے بعد جب صبح صادق کا اُجالا ظاہر ہو تو اب کھانے پینے سے رُک جاؤ، اور روزہ کی نیت کرو۔

اس آیت کے نزول کے بعد لوگوں نے دو قسم کے دھاگے کالے اور سفید تیار کرائے اور سرہانے رکھ لیے۔ جب سفید دھاگا کالے دھاگے سے تمیز ہو جاتا، تب کھانا پینا بند کرتے۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کے دھاگے تیار کرائے اور تکیے کے نیچے رکھ دیئے، ان کو دیکھتے رہے جب کالا دھاگہ سفید دھاگہ سے بالکل ممتاز نظر آتا، تو روزہ کی نیت کرتے حالانکہ اس وقت صبح صادق ہوئے خاصا وقت پندرہ ۱۵ بیس ۲۰ منٹ گزر چکے ہوتے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM
THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLESUNNAT WAL JAMAAT

ان حضرات نے باعتبارِ لغت یہ صورت اختیار کی تھی تو لغوی اعتبار سے غلط بھی نہ تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ کی چونکہ یہ مراد نہ تھی اس لیے سب کی دلجمعی نہ ہوئی اور معاملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ آپ نے حضرت عدی رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا۔ اے عدی! تم کیا صورت کرتے ہو؟

انہوں نے عرض کیا میں نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کُلُوا وَاشْرَبُوا کے نازل ہونے کے بعد دو ڈورے اپنے تکیے کے نیچے رکھ لیے ہیں اور انہیں دیکھتا رہتا ہوں۔ جب تک کالا ڈورا سفید ڈورے سے ممتاز نہ ہو جائے کھاتا پیتا رہتا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے عدی! تمہارا تکیہ بڑا وسیع ہے کہ اس میں دن رات چھپ گئے کیونکہ کالے ڈورے سے رات مراد ہے اور سفید ڈورے سے مراد دن ہے۔ دھاگوں کے ڈورے مراد نہیں اس وقت لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہاں لغوی معنی مراد نہیں"۔[۱]

اس کے بعد متصل ہی قاری محمد طیب صاحب فرماتے ہیں:۔

"یہیں سے معلوم ہوا کہ لفظ کے ایک لغوی معنی ہوتے ہیں اور ایک مرادی۔ قرآن مجید اُترا تو لغتِ عربی میں ہے۔ لیکن ہر جگہ لغت مراد نہیں۔ بعض جگہ قرآن کریم نے لغت تو زبان عرب سے لیا مگر معنیٰ اس کے اندر اپنے ڈالے اور وہی مرادی معنیٰ کہلاتے ہیں۔"[۲]

قاری صاحب کا یہ پیرا بھی پڑھنے کے قابل ہے، فرماتے ہیں:۔

"اگر مرادی معنیٰ ضروری نہ ہوتے، لغوی معنیٰ ہی کافی ہوتے، تو اتنا کافی ہوتا کہ حضرت جبریل علیہ السلام قرآن مجید کا نسخہ لاتے، بیت اللہ کے چھت پر رکھ دیتے اور اعلان کر دیتے۔ اے لوگو! تم روحانی مریض ہو۔ یہ تمہارے لیے نسخۂ شفا ہے۔ تم زباں داں ہو، عربی سمجھتے ہو، اس کتاب کو دیکھ کر اپنا علاج کر لیا کرو۔ پھر پیغمبر مبعوث کرنے کی ضرورت بھی نہ تھی، مگر مسائل کہیں بھی لغت سے حل نہیں ہوا کرتے۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی۔ وہ لغت سے اللہ کی مراد متعین کر کے لوگوں کو بتائیں کہ اللہ تعالیٰ کی مراد کیا ہے اور اللہ کے نزدیک اس آیت کا کیا مطلب ہے؟"[۳]

WWW.NAFSEISLAM.COM
"THE NATURAL PHILOSOPHY OF AHLESUNNAT WAL JAMAAT"

۱؎ خطبات حکیم الاسلام جلد دوم صفحہ ۲۷/۲۸ کتب خانہ مجیدیہ ملتان۔
۲؎ ایضاً صفحہ ۲۸ ۔
۳؎ ایضاً صفحہ ۲۹ ۔

ڈاکٹر صاحب! اپنے حکیم الاسلام کی عبارت کا ایک ایک لفظ غور سے پڑھیے اور پھر بتلایئے کہ کیا لفظی ولغوی ترجمہ شرعاً معتبر اور درست سمجھا جاسکتا ہے؟ اگر نہیں تو جہاں امام احمد رضا نے مرادی معنیٰ لے کر ترجمہ کیا ہے وہ کیونکر درست نہ سمجھا جائے گا۔ تو کیا اب پادری عبدالحق کی عبارت کو بھی آپ کے حکیم الاسلام صاحب کی عبارت کے ساتھ یہ کہہ کر منطبق کر دیا جائے کہ عبدالحق پادری کو بھی لفظوں پر اعتراض ہے کہ ان کے معنیٰ صحیح نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اور انبیاء میں عیب ونقص پائے جاتے ہیں اور قاری صاحب بھی کہتے ہیں کہ اصل معنیٰ تو وہی لغت والا ہے مگر مرادی معنیٰ کوئی اور ہے یعنی قاری صاحب بھی تو یہی کہتے ہیں کہ جو کچھ نظر آرہا ہے یہ اصل معنیٰ نہیں مراد کوئی اور ہے۔ اور اصل معنیٰ اسی لیے نہیں کہ اس سے حرمتِ قرآن اور عصمتِ انبیاء باقی نہیں رہتی کوئی خرابی ایسی ضرور واقع ہوتی ہے کہ قاری صاحب مرادی معنیٰ ہی کی طرف زور دیتے ہیں اور اسی کو معتبر سمجھتے ہیں۔

⑵ رحمانی کلام میں انسانی کلام

مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کا ترجمہ پیش کر کے ڈاکٹر صاحب نے اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ ترجمۂ قرآن میں اپنے الفاظ شامل کرنا بہت بڑی زیادتی بلکہ تحریفِ قرآن ہے۔ سورہ الرحمٰن کی ابتدائی آیات کا ترجمۂ کنز الایمان نقل کر کے آپ فرماتے ہیں:۔

"یہ قرآن پر ایک بڑا ظلم ہے، رحمانی کلام میں انسانی کلام کو ملانا ہے اس قسم کا اضافہ ترجمۂ قرآن میں ایک کھلی تحریف ہے۔"[۱]

اس سے قبل آپ نے ایک جگہ یہ بھی فرمایا ہے:۔

---

[۱] مطالعۂ بریلویت جلد دوم صد ۱۰۳؂

"اپنی طرف سے کوئی الفاظ ڈالنا ہو تو اُسے ( ) بریکٹ میں لکھتے ہیں تاکہ اُسے کسی لفظ کا ترجمہ نہ سمجھا جائے۔" ؎

اصل مسئلہ یہ ہے کہ تحریف اس وقت متصوّر ہو گی جب کوئی لفظ معنیٰ میں بگاڑ پیدا کر دے اور مطلب و مفہوم اُلٹ ہو جائے۔ بغیر بریکٹ کے اردو الفاظ کا ترجمہ میں زیادہ ہو جانا محض وضاحت سمجھی جاتی ہے، تحریف نہیں۔ اور اگر تحریف ہی ہے تو پھر یہ ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:۔

(الف) وَاسْتَغْفِرْهُ ط سورۃ النصر پارہ ۳۰

ترجمہ محمود الحسن :۔ "اور گناہ بخشوا اس سے۔"

بتائیے "گناہ" کس قرآنی لفظ کا ترجمہ ہے؟ بقول آپ کے رحمانی کلام میں انسانی کلام کا اضافہ ہو گیا۔ دوسرے یہ بغیر بریکٹ کے ہے، لہٰذا بقول آپ کے کھلی تحریف ہے۔ تیسرے یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ نے تو محض یہ حکم دیا کہ اے میرے محبوب! تم بخشش چاہو۔ مگر محمود الحسن صاحب نے ساتھ لفظ "گناہ" لکھ کر اس کی نسبت بھی حضور کی طرف کر دی۔ سورۃ الفتح میں تو "ذنب" کا لفظ عربی میں بھی موجود تھا۔ جس سے آپ استدلال کرتے ہیں کہ ذنب کے معنیٰ گناہ کے گئے۔ یہاں واستغفرہ میں "گناہ" کے لفظ کا اضافہ کر کے اسے ذاتِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ کیونکر منسوب کر دیا گیا؟ طبعی تقاضا ہی کہا جا سکتا ہے ورنہ قرآن میں تو یہ لفظ نہ تھا۔

(ب) وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝ سورۃ الانشقاق پارہ ۳۰۔

ترجمہ محمود الحسن :۔ "اور سن لے حکم اپنے رب کا اور وہ آسمان اسی لائق ہے۔"

NAFSEISLAM.COM

؎ مطالعہ بریلویت جلد دوم ص۱۰۰ ؛

بتایئے ”آسمان“ کس قرآنی لفظ کا ترجمہ ہے۔

(ج) كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝ سورۃ الانفطار پارہ ۳۰۔

ترجمہ محمود الحسن:۔ ”عزت والے عمل لکھنے والے۔“

بتایئے ”عمل“ کس قرآنی لفظ کا ترجمہ ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے، یہی مثالیں کافی ہیں ورنہ تو دیوبندی تراجم میں بھی ہر صفحے پر ایسے اضافے موجود ہیں۔ تحریف اگر اسی کا نام ہے تو کوئی دیوبندی مترجم بھی اس تحریف سے نہیں بچ سکتا۔

سورۂ الرحمٰن کی ابتدائی آیات کے ترجمہ میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے عشقِ مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مفسرین کرام کی تصریحات کی روشنی میں اپنے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس کے لیے جو عظیم الشان الفاظ درج کیے ہیں وہ قرآن و حدیث کے نظریے کے عین مطابق ہیں جنہیں ڈاکٹر صاحب کم فہمی سے تحریف کا نام دے رہے ہیں۔ جن بے چاروں نے خصائص کبریٰ، کنز العمال اور مسند امام احمد کا بھی مطالعہ نہیں کیا وہ بھی امام احمد رضا کے منہ آ لگے (اس بات کا ثبوت بھی انشاء اللہ آگے آ رہا ہے اور ان علم وفضل کے دعویداروں کی قلعی کھلنے والی ہے۔ ذہنی طور پر تیار رہیے) بہرحال اعلیٰ حضرت کا ترجمہ دیکھئے:۔

اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝

ترجمہ:۔ ”رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا، انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا، ماکان و مایکون کا بیان انہیں سکھایا۔“ [1]

---

[1] قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ انسان سے مراد حضرت رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (کتاب الشفا)

WWW.NAFSEISLAM.COM
THE NATURAL PHILOSOPHY

ڈاکٹر صاحب کے پیٹ میں مروڑ اُٹھ کھڑا ہوا کہ ہمارا کام تو نبی کو اپنے جیسا بشر بتانا ہے جس کو اپنے پیٹھ پیچھے کی بھی خبر نہیں ہوتی اور جو یہ بھی نہیں بتا سکتا کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے۔ یہ احمد رضا نے کیا کہا کہ ماکان و مایکون (جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہونے والا ہے) کا علم قرآن سے ثابت کر دیا۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے دل کی آتش مطالعہ بریلویت لکھ کر بجھائی دگرنہ انسانی کلام تو ڈاکٹر صاحب کے اپنے علماء کے تراجم میں بھی شامل ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی بیماری کا اصلی سبب جان چکے ہیں تو آئیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم مبارک کے متعلق اختصاراً دو چار باتیں ملاحظ فرمائیں۔

(۱) وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

(پ ۱۴ سورۂ نحل)

WWW.NAFSEISLAM.COM
THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLESUNNAT WAL JAMAAT

ترجمہ:۔ اے محبوب ہم نے جو کتاب آپ پر نازل فرمائی ہے اس میں ہر چیز کا بیان ہے۔

كُلِّ شَيْءٍ عام ہے۔ اس میں تخصیص نہیں لہذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کل شے کا علم ہوا کیونکہ آپ ہی قرآن کے سب سے زیادہ جاننے والے ہیں البتہ یہ ہر چیز کا علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ہے ذاتی نہیں۔

(۲) عَلَّمَهُ الْبَيَانَ کے تحت شیخ المفسرین صاحب معالم فرماتے ہیں:۔

"یعنی بیان ماکان و مایکون لانہ صلی اللہ علیہ وسلم ینبئ عن خبر الاوّلین والآخرین وعن یوم الدین۔"[1]

---

[1] تفسیر معالم التنزیل جز سابع مطبوعہ مصر

یعنی بیان ماکان و ما یکون جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے سب کا علم آپ کو عطا فرمایا گیا اس لیے کہ آپ اولین و آخرین اور قیامت کے دن کی بھی خبر رکھتے ہیں۔

اس کے علاوہ ماکان و ما یکون کے یہی الفاظ سند المفسرین علامہ علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر خازن میں بیان فرماتے ہیں۔ قرآن کریم میں جہاں جہاں یہ آیا ہے کہ ان اشیاء کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں وہاں اللہ تعالیٰ کا ذاتی علم مراد ہے یعنی اپنی ذات سے مخلوق میں سے کوئی فرد بھی کچھ نہیں جان سکتا۔ ذاتی علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ جیسا کہ سید سلیمان ندوی نے "سیرۃ النبی" جلد چہارم میں اس کی تصریح کی ہے۔

(۳) مسلم شریف میں ایک حدیث مبارکہ ابو زید یعنی عمر بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے درج ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھا کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ ظہر ہوئی تو منبر سے اُترے۔ نماز پڑھائی۔ اسی طرح کرتے کرتے غروب آفتاب تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ صرف نماز کا وقفہ ہوتا رہا۔ اس خطبہ شریف میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماضی و مستقبل کی خبر دی۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں :۔

"ثم صعد المنبر حتیٰ غربت الشمس فاخبرنا بما کان وبما ھو کائن"۔[۱]

ترجمہ یہ ہے کہ آپ نے پھر منبر پر جلوہ افروز ہو کر خطبہ دیا جو غروب آفتاب تک جاری رہا۔ اس طویل خطبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں (ماکان) جو کچھ پہلے گزر چکا تھا اور (ما ھو کائن)

[۱] مسلم شریف ج ۲ کتاب الفتن واشراط الساعۃ ؛

جو کچھ ہونے والا تھا اس کی بھی خبر دی۔

④ مشکوٰۃ شریف کے باب المعجزات کی ایک حدیث کی شرح میں علامہ ملا علی قاری شرح فرماتے ہیں :۔

"یخبرکم بما مضی ای بما سبق من خبر الاولین من قبلکم وما ھو کائن بعد کم ای من بناء الاٰخرین فی الدنیا ومن احوال الاجمعین فی العقبٰی۔" [1]

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گذشتہ اور آئندہ تم سے پہلوں اور تمہارے بعد والوں کی دنیا اور عقبیٰ کے جمیع احوال کی خبر دیتے ہیں۔ حدیث مشکوٰۃ کی ہے۔ شرح ملا علی قاری کی ہے۔ علم ماکان ومایکون ثابت کیا گیا ہے۔

⑤ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (پ ۵ سورۃ النساء ع ۱۳) یعنی اے محبوب تمہیں سکھا دیا اللہ نے جو کچھ آپ نہ جانتے تھے۔ اس آیت کے تحت امام المفسرین ابن جریر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :۔

"وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مِنْ خَبَرِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَ مَا كَانَ وَ مَا هُوَ كَائِنٌ" [2]

⑥ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ کے تحت تفسیر عرائس البیان میں ہے :۔

"ای عُلُوْمُ عَوَاقِبِ الْخَلْقِ عِلْمِ مَا كَانَ وَ مَا يَكُوْنُ۔" [3]

⑦ تفسیر ابن عباس میں ہے :۔

---

[1] مرقاۃ المصابیح جلد ۵ [2] تفسیر ابن جریر [3] تفسیر عرائس البیان :

WWW.NAFSEISLAM.COM THE NATURAL PHILOSOPHY OF THE SPIRIT AND THE TRUTH

(عَلَّمَهُ الْبَيَانَ) اُلْهِمَهُ الله بیان کل شئ واسماء کل دابة تکون علی وجه الارض"۔ ؎۱

(٨) تفسیر جلالین میں ہے:-

عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ من الاحکام والغیب۔

اللہ نے احکام شریعت کا علم بھی اور غیب کا علم بھی دیا۔ اگر صرف "احکام کا علم" مراد ہوتا تو "والغیب" کا اضافہ ہرگز نہ ہوتا۔

(٩) تفسیر حسینی میں ہے:-

"در احادیث معراجیہ آمدہ است کہ در زیر عرش قطرہ در حلق من ریختند فَعَلِمْتُ مَا كَانَ وَمَا سَيَكُوْنُ پس دانستم آنچہ بود وآنچہ خواہد بود۔"

www.NAFSEISLAM.COM "THE NATURAL PHILOSOPHY OF AHLESUNNAT WAL JAMAAT"

ترجمہ:- احادیث معراجیہ میں آیا ہے کہ عرش سے ایک قطرہ میرے حلق میں ٹپکایا گیا جس کی وجہ سے مجھے ماکان وما سیکون یعنی گذشتہ اور آئندہ کے سب امور کا علم ہوگیا۔

(١٠) مشکوٰۃ شریف میں حضرت حُذَیفہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ وعظ فرمایا اور اُن فتنوں کی خبر دی کہ جو ظاہر ہوں گے۔ آگے آتا ہے:-

"ما ترک شیئاً یکون فی مقامہ ذالك الی قیام السّاعۃ الّا حدّث۔"

ترجمہ:- نہیں چھوڑی کوئی چیز کہ واقع ہونے والی تھی اس مقام میں قیامت تک مگر کہ بیان فرمایا۔

اب جبکہ احادیث مبارکہ اور مفسرین کرام کی وضاحت سے آیات

؎۱ تفسیر ابن عباس مطبوعہ مصر۔

قرآنی کے تحت روشن ہوگیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو علم ماکان وما یکون حاصل تھا اور مفسرین کرام نے عَلَّمَهُ الْبَيَانَ کے تحت ہی بیان کیا ہے تو اس جگہ اگر امام احمد رضا نے ترجمہ میں یہی مراوی معنیٰ بیان فرما دیئے تو کیا اب اسے تحریف کہا جائے گا؟ اگر معنوی تحریف ہی دیکھنے کا شوق دامن گیر ہے تو تحذیر الناس اٹھا لیجئے تحذیر الناس کے اندر "خاتم النبیین" کے کیے گئے نئے معنیٰ کے متعلق خود نانوتوی صاحب لکھتے ہیں :-

"اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آگیا اور کسی طفل نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہوگیا۔" [۱]

نانوتوی صاحب کے لفظ "مضمون" کا مطلب کسی لفظ کا معنیٰ ہے۔ یعنی جو معنیٰ میں نے کیا ہے اس معنیٰ کی طرف بزرگانِ دین میں سے کسی کا فہم بھی نہیں گیا۔ ذہن تو اس وقت کسی کا جاتا جب اس لفظ کا کوئی دوسرا معنیٰ ہوتا۔ اسی بات کی تصدیق مولوی خلیل احمد انبیٹھوی سہارنپوری نے اپنی کتاب "المہند" میں کی ہے۔ لکھتے ہیں :-

"ہمارے خیال میں علمائے متقدمین اور اذکیاء متبحرین میں سے کسی کا ذہن اس میدان کے نواح تک بھی نہیں گھوما۔" [۲]

یعنی تیرہ سو برس تک کسی عالم، کسی مفسر، کسی متکلم، کسی محدث کسی امام، کسی تابعی اور کسی صحابی کا ذہن اُس معنیٰ کے نواح تک بھی نہیں گھوما جو معنیٰ نانوتوی صاحب کہیں سے نکال کر لے آئے ہیں۔ حتیٰ کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی یہ معنیٰ نہیں بتلائے۔ ظاہر ہے کہ

---

[۱] تحذیر الناس صفحہ ۲۵ (دار الاشاعت کراچی)، [۲] المہند صفحہ ۵۲ جواب ۱۹۔

اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا ہوتا تو تمام بزرگانِ دین اُسے بھی ظاہر کرتے اور یہ ایسا معنیٰ ہے کہ آئندہ بھی کوئی مسلمان اس کے قریب تک نہیں بھٹکے گا۔

بھئی! ایمان کسے عزیز نہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے وعدۂ نبوت کا اہم سبب (MAIN FACTOR) یہی تحذیر الناس، ہے۔

(نوٹ) مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن ایک محدود زمانے کے علم کا نام ہے اس سے اللہ تعالیٰ سے خاص کرنا علم خداوندی کو گھٹانا ہے)

(۳) کفایت بمعنی "کافی" ہی نہیں بچت بھی

"غلط ترجمۂ قرآن کی ایک اور مثال" کے عنوان سے ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:۔

"فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْم ٥

(پ ۱ ع ۱۶)

ترجمہ:۔ سو اب کفایت ہے تیری طرف سے ان کو اللہ (شاہ عبد القادر محدث دہلوی) سو اب کافی ہے تیری طرف سے ان کو اللہ (حضرت شیخ الہند) ان تراجم سے یہ بات ہویدا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان کو کافی ہے ان سے خود نبٹ لیں گے۔ مگر مولانا احمد رضا خاں کا ترجمہ دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ کو حضور علیہ السلام کی بجائے ان مشرکین کی طرف سے پیش کر دیا۔ "سو اے محبوب عنقریب اللہ ان کی طرف سے تمہیں کفایت کرے گا (احمد رضا خاں)" ؎

؎ مطالعۂ بریلویت ج ۲ ص ۱۰۶:

ڈاکٹر صاحب کی عیاری دیکھئے کہ جب کوئی مسئلہ اپنے حق میں کرنا ہوتا ہے تو کتابیں دیکھ دیکھ کر منطق و کلام کی اصطلاحوں کے سہارے ڈھونڈتے ہیں اور جب فریب کاری اور جوڑ توڑ کے کرتب دکھانے منظور ہوتے ہیں تو اردو کے سادہ سے الفاظ "کفایت" کے معنی ایک بھول جاتے ہیں۔ ذرا اُٹھائیے اردو لغت اور دیکھئے کفایت کا معنی۔ اس کے معنی "بچت" اور "جزرسی" کے بھی ہیں۔ اور کفایت کرنا معنی "بچت کرنا" درج ہے اور یہی محاورہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے استعمال فرمایا ہے۔ اُردو سمجھنے والے جانتے ہیں کہ محاورات میں مختلف الفاظ کے ساتھ ضمیریں بدل جایا کرتی ہیں۔ اب اس "بچت کرنا" کے معنی کو سامنے رکھ کر مولانا احمد رضا خاں بریلوی کا ترجمہ دیکھئے:۔

"تو اے محبوب عنقریب اللہ ان کی طرف سے تمہیں کفایت (یعنی تمہاری بچت) کرے گا"

جب لفظ "کفایت" کا استعمال کریں گے تو اس کے ساتھ "تمہیں" بھی درست ہے اور "تمہاری" بھی۔ تمہیں کفایت کرے گا یا تمہاری کفایت کرے گا، دونوں درست ہیں۔ "ان کی طرف سے" یعنی دشمنوں کی گزند سے۔ مطلب یہ ہوا کہ اللہ دشمنوں کی گزند سے تمہاری بچت کرے گا یا حفاظت کرے گا اور یہ مطلب ہم نہیں نکال رہے بلکہ الفاظ بھی ظاہراً ہر لحاظ سے درست ہیں۔ "کمالات عزیزی" شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی مشہور و معروف کتاب ہے اس میں بھی لکھا ہے:۔

"دفع شر دشمن": فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝[1]
یہ فقرہ سب چیزوں سے بہت نفع کا ہے دشمنوں کے شر سے کفایت طلب کرنے کو۔

---

[1] کمالاتِ عزیزی صفحہ ۱۲۸

یعنی دشمنوں کے شر سے بچت و حفاظت طلب کرنے کو، یہی معنیٰ لے کر "کفایت" کا لفظ امام احمد رضا بریلوی نے استعمال کیا ہے، پتہ چلا یہ سب جوڑ توڑ کے کارنامے ہیں ترجمہ میں ہرگز کوئی خرابی نہیں۔ مولانا احمد رضا خاں کے ترجمہ میں "کفایت" کا استعمال ایک اور جگہ دیکھیے:۔

"وَکَفَی اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ ط ترجمہ:۔ اور اللہ نے مسلمانوں کو لڑائی کی کفایت فرمادی"۔ [1]

جبکہ محمود الحسن صاحب کا ترجمہ:۔ "اور اپنے اوپر لے لی اللہ نے مسلمانوں کی لڑائی"۔ ہے۔

حاشیہ پر جناب شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں:۔

"یعنی مسلمانوں کو عام لڑائی لڑنے کی نوبت نہ آئی"۔ مطلب یہ کہ لڑائی سے بچت ہو گئی۔ اس آیت کریمہ میں بھی مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ نے "کفایت" کو بمعنیٰ "بچت" ہی استعمال کیا ہے۔

لیکن محمود الحسن صاحب کا ترجمہ: مسلمانوں کی لڑائی اللہ نے اپنے اوپر لے لی، عجیب وغریب ترجمہ ہے مگر ہم لوگ کھینچا تانی کے عادی نہیں

مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ نے "کفیٰ" کو کافی کے معنیٰ میں بھی لیا ہے۔

"وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا" از سورۂ الفتح)

"اور اللہ کافی ہے گواہ۔"

معلوم ہوا کہ انہوں نے یَکْفِیْ اور کَفٰی کے معنیٰ کو سیاق وسباق کے لحاظ سے کہیں "بچت" کیا ہے اور کہیں "کافی"۔ لیجئے اب موضح القرآن سے شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کا ترجمہ دیکھئے:۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

[1] پارہ ۲۱ سورہ احزاب آیت ۲۵

"پھر کفایت کرے گا تجھے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کی بدی سے خدائے تعالیٰ۔"

شاہ عبدالقادر محدث دہلوی اور امام احمد رضا بریلوی کے جملے اوپر تلے ملاحظہ فرمائیے:۔

"پھر کفایت کرے گا تجھے، اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، اُن کی بدی سے خدائے تعالیٰ۔" (محدث دہلوی)

"اللہ ان کی طرف سے، تمہیں کفایت کرے گا۔" (امام احمد رضا)

الفاظ کے آگے پیچھے ہونے کے معمولی سے فرق کے ساتھ حرف بحرف ترجمہ ایک جیسا ہے۔ دیکھیے "اُن کی بدی سے خدائے تعالیٰ" اور "اللہ اُن کی طرف سے" دونوں کا مطلب ایک ہے۔ "پھر کفایت کرے گا تجھے" اور "تمہیں کفایت کرے گا۔" دونوں ایک جیسے ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM
"THE NATURAL PHILOSOPHY OF AHLESUNNAT WAL JAMAAT"

مزید وضاحت کے لیے یہ نقشہ ملاحظہ فرمائیے تاکہ صحیح طور پر سمجھ میں آجائے۔ شاہ عبدالقادر کا ترجمہ ترتیب کے ساتھ ہوگا۔

خدا تعالیٰ	اُن کی بدی سے	تجھے کفایت کرے گا	(تفسیر موضح القرآن)
اللہ	اُن کی طرف سے	تمہیں کفایت کرے گا	(کنز الایمان)

ڈاکٹر صاحب! اگر آپ بغلیں جھانکنے لگے ہیں تو کوئی بات نہیں کہ یہی آپ کا مقدر ہے۔ اسی پر شاکر رہیے۔ شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین کے ترجموں سے اخذ کردہ ایک اردو ترجمہ حکیم یٰسین شاہ صاحب سکنہ دھرم سالہ ضلع کانگڑہ (انڈیا) کا بھی ہے۔ وہ اس کا ترجمہ کرتے ہیں:۔

"اور ان کی طرف سے تجھے اللہ کافی ہے۔"

ویسے اپنے بزرگ شیخ الہند جناب محمود الحسن صاحب کا یہ ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:۔

"یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِۙ اے آدمی کس چیز سے بہکا تو اپنے ربّ کریم پر"۔ [1]

جملہ اگر صحیح ترتیب کے ساتھ پڑھا جائے تو اس طرح ہوگا:۔

"اے آدمی تو اپنے ربّ کریم پر کس چیز سے بہکا۔"

یعنی معاذ اللہ وہ کون سی شے تھی جس نے تجھے ربّ کریم پر بہکا دیا۔ حالانکہ درست فقرہ یوں ہے:۔

"اے آدمی کس چیز نے تجھے ربّ کریم سے بہکا دیا" جب کہ "ربّ کریم پر" کہنے سے بہکنے کی نسبت ربّ کریم کی طرف ہو گئی جو کہ اللہ تعالیٰ کی شان میں بے ادبی و گستاخی ہے۔ اب مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:۔

"اے آدمی تجھے کس چیز نے فریب دیا اپنے کرم والے ربّ سے۔"

مثلاً کوئی کہے کہ "وہ راہِ حق سے بہک گیا"، تو مطلب ہوگا کہ حق کو چھوڑ دیا۔ اور کوئی کہے کہ "راہِ حق پر بہک گیا" تو مطلب یہ نکل آئے گا کہ راہِ حق پہ آجانا بہت بُری بات ہوئی کہ باطل سے بہکا حق کی طرف آگیا۔ آپ کے شیخ الہند نے بھی کہہ دیا کہ کس چیز سے بہکا تو اپنے ربّ کریم پر۔

ڈاکٹر صاحب! آپ کی دھوکہ بازیوں اور فریب کاریوں

---

[1] سورۃ الانفطار پارہ ۳۰

کی داستان کہاں تک کوئی بیان کرے۔ ؎

کہتے ہوئے گزر گئی ساری یہ زندگی
قصّے ترے فریب کے اب تک ہیں ناتمام

(۴) مخاطب حضورؐ مراد اُمّت

ڈاکٹر صاحب! "حضورؐ کو عامی کے انداز میں بلانے کی غلطی"، کے عنوان سے مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے یوں بدگمان کرنے کی کوشش کرتے ہیں :۔

"وَاَنِ احْکُمْ بَیْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ (پ۶ المائدہ ع ۷)

ترجمہ : ۔ حکم کر ان میں موافق اس کے جو کہ اتارا اللہ نے اور مت چل ان کی خوشی پر۔ (شیخ الہند)

اے مسلمان اللہ کے اتارے پر حکم کر اور ان کی خواہشوں پر نہ چل۔ (احمد رضا خاں)

مفتی احمد یار صاحب گجراتی نے نور العرفان حاشیہ کنز الایمان میں تصریح کر دی ہے کہ یہ حکم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا تھا سو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسے عامی انداز سے مخاطب کرنے کی اس بے ادبی کو دوسری آیت میں اس اضافے سے کہ "اے محبوب" کہا، دھویا نہیں جا سکتا۔" ؎۲

آپ نے ناحق یہاں مفتی صاحب کے حوالے کا تکلف فرمایا، اپنی بات کو مدلّل بنانے کے لیے اس سے زیادہ معتبر و مستند کہ جس کا رد کوئی مسلمان نہیں کر سکتا۔ خود سارا قرآن کریم تھا، اس لیے کہ وَاَنِ احْکُمْ ...... الخ آیت کریمہ ہے اور ظاہر ہے کہ یہ قرآن

؎۱ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ؎۲ مطالعہ بریلویت ج ۲ ص ۱۰۷

ہے اور سارا قرآن حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اُترا ہے اس لیے جو حکم دیا گیا وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کو دیا گیا۔ یعنی پہلے یہ حکم اُن تک پہنچا اُس کے بعد اُمت تک۔ بے شمار حکم ایسے ہیں کہ وہاں آپ کی ذاتِ اقدس نہیں بلکہ اُمّت کے افراد مراد ہیں۔ یہ آیت کریمہ دیکھیے۔ فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِنْهُ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ ۔ ؎۱

ترجمہ محمود الحسن :۔ "سو تو مت رہ شبہ میں اُس سے بے شک وہ حق ہے تیرے ربّ کی طرف سے۔"

حاشیے پر مولوی شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں :۔

"یہ خطاب ہر شخص کو ہے جو قرآن سُنے یا حضور کو مخاطب بنا کر دوسروں کو سُنانا مقصود ہے۔"

اور ملاحظہ فرمائیے :۔

فَإِنْ كُنْتَ فِي شَكٍّ مِمَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ ...... حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۝ ؎۲

ترجمہ محمود الحسن :۔ "سو اگر تو ہے شک میں اُس چیز سے کہ اتاری ہم نے تیری طرف تو پوچھ اُن سے جو پڑھتے ہیں...... الخ۔"

حاشیے پر مولوی شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں :۔

"بظاہر یہ خطاب پیغمبر علیہ السلام کو ہے لیکن حقیقت میں آپ کو مخاطب بنا کر دوسروں کو سنانا مقصود ہے۔"

چونکہ اس سے قبل دو سطر یہ آیت کریمہ یعنی وَأَنِ احْكُمْ

؎۱ سورۂ ھود پارہ ۱۲ آیت ۱۷ ؎۲ سورۂ یونس آیت ۹۴ تا ۹۷

WWW.NAFSEISLAM.COM "THE NATURAL PHILOSOPHY" "AHLESUNNAT WAL JAMAAT"

بَیْنَھُمْ سے پہلے فَاحْکُمْ بَیْنَھُمْ کے الفاظِ مبارکہ ہیں لہٰذا مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمۃ نے پہلے یہی لکھا کہ اُمّت کے افراد مراد ہیں اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے یہ ترجمہ کیا :۔

"تو ان میں فیصلہ کرو اللہ کے اُتارے سے اور اے سُننے والے ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا۔"

کنز الایمان پڑھنے والے خوب جانتے ہیں کہ پورے قرآن مجید میں جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے کوئی بات فرمائی گئی ہے وہاں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے "اے محبوب" کے پیارے اور محبت بھرے الفاظ لائے ہیں (جس کا خود ڈاکٹر صاحب نے بھی خطرہ محسوس کرتے ہوئے پیش بندی کے طور پر حوالہ دیا ہے) اور جہاں بظاہر حکم تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہے مگر مراد اُمّت ہے وہاں وہ "اے سننے والے"، "اے مسلمان" اور "اے سننے والے کسے باشد" کے الفاظ لاتے ہیں تاکہ پڑھنے والا سمجھ لے کہ یہاں درحقیقت خطاب اُمّت کو ہو رہا ہے۔ یہی کنز الایمان کا اسلوب ہے۔ لیکن ڈاکٹر صاحب چونکہ جوڑ توڑ اور فریب کاری کا پسندیدہ کھیل کھیلنے میں مصروف رہے اس لیے سورۂ بقرہ رکوع ۱۳ کی آیت لکھ کر کہتے ہیں :۔

"اب مولانا احمد رضا خاں کا گستاخانہ ترجمہ دیکھئے :۔

"اے سننے والے کسے باشد اگر تو اُن کی خواہشوں کا پیرو ہوا بعد اس کے کہ تجھے علم آچکا ...... الخ (احمد رضا خاں) [1]

یہ نہ کہے گا کہ یہاں ڈاکٹر صاحب "کسے باشد" کے معنیٰ سے بے خبر

---

[1] مطالعۂ بریلویت جلد دوم ص ۱۰۸ ۔

تھے اس لیے "گستاخانہ ترجمہ" کہا اور تبصرے میں من مانی کی بلکہ یہ جوڑ توڑ کی کرامت ہے۔ جس ذہن میں دیو بندیت وہابیت گھر کر جائے وہ ایسی وارداتوں پر مجبور ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب بھی یہ مکر وحیلہ نہ کرتے تو مذہب ہاتھ سے چلا جاتا۔ "کسے باشد" کا معنیٰ ہے "خواہ کوئی ہو"۔ معلوم ہوا اعلیٰ حضرت نے "کسے باشد" کہہ کر ان الفاظ کی نسبت اُمّت کی طرف کی ہے۔ اگر اعلیٰ حضرت کی مراد آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہوتی تو وہ اے سننے والے کسے باشد ہرگز نہ کہتے اس لیے کہ جب قرآن براہِ راست حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُتر رہا ہے تو اس تخصیص کی ضرورت ہی کیا تھی۔ ایک اور آیتِ مقدسہ ملاحظہ فرمائیے:

وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِیْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا [۱]

ترجمہ اعلیٰ حضرت:۔ "اور اے سننے والے اللہ کے ساتھ دوسرا خدا نہ ٹھہرا کہ تو جہنّم میں پھینکا جائے گا طعنہ پاتا دھکے کھاتا"۔

یہ خطاب چونکہ اُمت کے لیے تھا اس لیے اعلیٰ حضرت نے حسبِ عادت اس مقام پر بھی "اے سننے والے" کہا۔ اس آیت سے قبل جن برائیوں کی روک تھام کا ذکر کیا گیا۔ مولوی شبیر احمد عثمانی صاحب لکھتے ہیں کہ یہ باتیں اُمّت کی طرف بواسطۂ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھیجی گئیں۔ جو چیز عثمانی صاحب نے تفسیر میں پیش کی وہی چیز اعلیٰ حضرت نے ترجمہ میں پیش فرما دی تاکہ پڑھنے والا اُسی لمحے اصل حقیقت تک

---

[۱] سورۂ بنی اسرائیل پ ۱۵ آیت ۳۹؛

ALAHAZRATNETWORK.COM "THE NATURAL PHILOSOPHY OF AHLESUNNAT WAL JAMAAT"

پہنچ جائے۔ لہذا ڈاکٹر صاحب کا یہ کہنا کہ مولانا احمد رضا خان نے حضور کو عامی کے انداز میں بلایا ہے دوسری فریب کاریوں کی طرح یہ بھی جوڑ توڑ کی بدترین مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ شرِ دیوبندیت سے محفوظ و مامون فرمائے۔ وَیۡلٌ لِّکُلِّ اَفَّاکٍ اَثِیۡمٍ ۵

۵ "کفر پایا" بمعنیٰ کفر معلوم ہوگیا

ڈاکٹر صاحب فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیۡسٰی مِنۡهُمُ الۡکُفۡرَ (پ ۳ آل عمران ع ۵) لکھ کر کہتے ہیں :-

"اب مولانا احمد رضا خاں کا ترجمہ دیکھئے :- اور جب عیسیٰ نے اُن سے کفر پایا بولا کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف"۔ استغفر اللہ العظیم۔ حضرت عیسیٰ نے ایمان ہی ایمان پایا تھا وہ خدا کے پیغمبر تھے کفر انہوں نے ہرگز نہیں پایا۔"[1]

ڈاکٹر صاحب الفاظ "ایمان پایا"، "کفر پایا" کے مقابلہ میں لائے ہیں اور چونکہ خود ڈاکٹر صاحب نے اعلیٰ حضرت کو گستاخ کہنے کے لیے اُن پر الزام عائد کرتے ہوئے اُن کے الفاظ "کفر پایا" کی نسبت کفار کی جانب سے حضرت عیسیٰ کی طرف کی ہے۔ لہذا ڈاکٹر صاحب کے "ایمان پایا" کے الفاظ بھی کفار کی جانب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سمجھے جائیں گے۔ یعنی بقول ڈاکٹر صاحب کے کہ انہوں نے کفار سے کفر نہیں بلکہ ایمان پایا تھا اور یہ بات بجائے خود کفر ہے کہ پیغمبر تو ایمان والے اُمتی سے بھی ایمان نہیں لیتا چہ جائیکہ کفار و مشرکین سے ایمان حاصل کرے۔ یہ تو تھا الزامی جواب، بہرحال ترجمے کو پڑھ کر گمان بھی نہیں گزرتا کہ "کفر پانے" کا یہاں مطلب یہ ہے کہ حضرت

[1] مطالعۂ بریلویت ج ۲ ص ۱۱۰ :

عیسیٰ علیہ السلام کفار و مشرکین سے کفر کی تعلیم لیتے رہے، مگر دیوبندی ذہن کی عیاری دیکھئے کہ محض "کفر پانے" کے الفاظ لے کر ان کی نسبت پیغمبر خدا کی طرف ان معنوں میں کر دی کہ تعلیماً حضرت عیسیٰ نے کفّار سے اپنے لیے کفر حاصل کیا (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) حالانکہ "کفر پایا" کا معنیٰ ہے کفر معلوم کر لیا یا اُن کے کفر کا علم ہو گیا۔ ظاہراً بھی الفاظ کا استعمال درست ہے کیونکہ لفظ "پانا" کے معنیٰ لغت میں "معلوم کر لینا" اور "جان لینا" کے ہیں۔ اسی طرح اس کے معنیٰ "تاڑنا" اور "پہچاننا" کے بھی ہیں۔ "پانا کے معنیٰ مطلق حاصل کرنا ہی نہیں ہوتے مثلاً میں کہتا ہوں کہ "میں نے آپ کا مقصد پا لیا ہے۔" تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہ ہوگا کہ آپ کا مقصد میں نے اپنے لیے حاصل کر لیا ہے یا آپ کا مقصد آپ سے لے لیا ہے۔ کوئی ذی شعور اس طرح نہیں سمجھ سکتا۔ سب جانتے ہیں کہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ میں نے آپ کا مقصد معلوم کر لیا ہے یا مجھے آپ کا مقصد پتہ چل گیا ہے۔

مومن کا یہ شعر ملاحظہ فرمائیے :۔

کل تم جو بزمِ غیر میں آنکھیں چرا گئے
کھوئے گئے ہم ایسے کہ اغیار پا گئے

"اغیار پا گئے" یعنی اغیار کو معلوم ہو گیا۔ یہی معنیٰ اعلیٰ حضرت نے لیا ہے کہ "جب عیسیٰ نے اُن سے کفر پایا" یعنی جب عیسیٰ نے اُن کا کفر معلوم کر لیا۔ مستند اور معتبر شاعر کی زبان سے بھی ثابت ہو گیا اور اردو کی لغات میں بھی یہی ہے کہ "پانا" کے معنی جان لینا، تاڑ لینا، معلوم کر لینا وغیرہ بھی ہیں۔ ظاہراً باطناً جملہ درست ہے۔ دھوکہ دینے والے اپنے انجام کو پیش نظر رکھیں۔

⑥ ڈاکٹر خالد محمود کی طرف سے بدترین گستاخِ رسول ولید بن مغیرہ کا دفاع

تعصب انسانی ذہن کو اس قدر تاریک و تنگ کر دیتا ہے کہ اُس کے سوچنے سمجھنے کی ساری صلاحیتیں مفقود ہو کر رہ جاتی ہیں۔ اپنے پرائے، اچھے بُرے اور حق و باطل کی تمیز مٹ جاتی ہے۔ اگر ایک عاشقِ رسول سے دشمنی اور عداوت کا نتیجہ دیکھنا ہو تو ڈاکٹر خالد محمود کی کتاب مطالعہ بریلویت جلد دوم کے یہ دو صفحے ضرور ملاحظہ کیجئے جن کی عبارات پیش کی جانے والی ہیں، قلم کی بے راہروی کا نظارہ کرنا ہو یا ذہن کی آوارگی کا تماشا دیکھنا ہو تو ان صفحات کو ضرور پڑھیے جو ڈاکٹر صاحب نے مولانا احمد رضا خاں کی ناحق دشمنی میں بدترین گستاخِ رسول ولید بن مغیرہ کے حق میں خوش دلی و خوش عقیدگی سے تحریر فرمائے ہیں۔

ولید بن مغیرہ کا تعارف

اہلِ ایمان جانتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ بدترین کافر و مشرک تھا جو آقائے دو جہاں سرکار رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وبارک وسلم کو ساحر، مجنوں اور نہ جانے کیا کیا بکتا تھا (العیاذ باللہ) مفسرِ قرآن شاہ عبدالقادر محدث دہلوی فرماتے ہیں:-

"ولید ملعون کہتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو قرآن پڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ میں خدا کا بھیجا ہوا ہوں یہ باتیں دیوانوں کی کرتا ہے سو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ جھوٹا ہے۔" [1]

[1] تفسیر موضح القرآن سورۃ القلم پارہ ۲۹ ؎

WWW.NAFSEISLAM.COM "THE NATURAL PHILOSOPHY OF AHLESUNNAT WAL JAMAAT"

ولید بن مغیرہ کی گستاخی پر اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ جو ستّار العیوب ہے، قرآن کی صورت میں وحی نازل فرمائی اور عیب چھپانے کی بجائے اُس کے عیبوں کو ظاہر فرمادیا۔

مودودی صاحب کے مطابق یہ شخص اس قدر گستاخِ رسول اور اپنے دیگر بُرے عیوب کی وجہ سے مشہور تھا کہ اس کا نام لینے کی ضرورت نہ تھی، اس کی یہ صفات سنتے ہی ہر شخص سمجھ سکتا تھا کہ اشارہ کس کی طرف ہے۔۔۔

ولید بن مغیرہ کے حق میں مندرجہ ذیل آیاتِ قرآنی ملاحظہ کیجئے جس میں اس سفاک شخص کے عیب سرِعام بیان کر دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۙ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ۙ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ۙ عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ ۙ أَن كَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِينَ ۙ

(پ ٢٩ سورۃ القلم)

WWW.NAFSEISLAM.COM

ترجمہ مودودی صاحب:۔ ہرگز نہ دبو کسی ایسے شخص سے جو بہت قسمیں کھانے والا بے وقعت آدمی ہے، طعنے دیتا ہے، چغلیاں کھاتا پھرتا ہے، بھلائی سے روکتا ہے، ظلم و زیادتی میں حد سے گزر جانے والا ہے، سخت بداعمال ہے، جفاکار ہے اور ان سب عیوب کے ساتھ بداصل ہے، اس بنا پر کہ وہ بہت مال و اولاد رکھتا ہے۔"[1]

گستاخئِ رسول کا انجام دیکھئے کہ نزولِ آیات سے لے کر قیامت تک کروڑوں اربوں انسان اس کے عیبوں کی گنتی ہر لمحے اور ہر وقت

[1] تفہیم القرآن جلد ششم ؛

کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے کیونکہ دنیا میں کہیں نہ کہیں، کسی نہ کسی صورت میں ان آیات کی تلاوت ضرور ہوتی رہتی ہے اور باوجود عیب گفتن کے ثواب حاصل کر رہے ہیں اس لیے کہ گستاخِ رسول تھا۔

گویا گستاخِ رسول کی بُرائی بیان کرنا قرآنی اصول بھی ہے اور باعثِ ثواب بھی۔

ڈاکٹر صاحب کی ناگواری کا عجیب پہلو

حیرت اس بات پر ہے کہ ولید بن مغیرہ کے حرامی ہونے کی نشاندہی جب قرآن مجید نے کی تو اُس وقت ولید کے ساتھی کفار و مشرکین نے بھی چڑ نہیں کھائی بلکہ خود ولید بن مغیرہ بھی متفکر نہ ہوا اور ماں کی جان کے درپے ہوا کہ میرے اصل اور بداصل ہونے کے بارے میں تو ہی بہتر جانتی ہے۔ چنانچہ ماں نے بھی جان چلے جانے کے خوف سے حقیقت ظاہر کر دی کہ تو واقعی اپنے باپ کا نہیں۔ یعنی ولید نے خود بھی اس عیب کو جھٹلایا نہیں اور انکار نہیں کیا بلکہ صحیح ہی جانا مگر آج ہماری اسلامی ملک پاکستان کے علامہ ڈاکٹر خالد محمود دیو بندی ہیں کہ جنہیں ولید بن مغیرہ کو حرامی کہنے پہ سخت چڑ ہے، اس قدر کہ اگر کوئی اُس کے لیے بداصل یا "اُس کی اصل میں خطا" کے الفاظ تحریر کرے تو ڈاکٹر صاحب کی طبع دیو بندیت پر سخت ناگوار گزرتا ہے۔ ناگواری کا یہ تاثر حیرت انگیز پہلو لیے ہوئے ہے جس پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM
THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLESUNNAT WAL JAMAAT

مجھے کہنے دیجئے کہ یہ امام احمد رضا بریلوی کی کھلی کرامت ہے کہ اُن سے دشمنی کرنے والا ولید بن مغیرہ کی حمایت میں لگ گیا۔ آئیے ڈاکٹر صاحب کے اعتراضات ملاحظہ فرمائیے۔ لکھتے ہیں:۔

"قرآن کریم نے اس کے بارے میں کہا:۔ عتل بعد ذٰلک

زنیم (پ ۲۹ سورہ ن رکوع ۱)

ترجمہ:- "اجڈ ان سب کے پیچھے بدنام" (حضرت شیخ الہند)

"درشت خو اس سب پر طرّہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا" (مولانا احمد رضا خاں)

اصل میں خطا سے مراد یہ ہے کہ وہ حرامی ہے، کسی کی اصل میں خطا ہو بھی تو یہ اُس کا اپنا گناہ نہیں، اس کے ماں باپ کا گناہ ہوتا ہے، یہاں ان بدکرداروں کے اپنے عیب ذکر کیے جا رہے ہیں، کسی کو حرامزادہ کہنا گالی تو ہو سکتا ہے لیکن اسے اس کے کسی قصور کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا۔

قرآن پاک گالی سے یقیناً پاک ہے، اس شخص کے لیے جو کسی قوم میں ویسے ہی آکر مل جائے، زنیم کا لفظ کتنا مناسب ہے۔ اس کا معنی حرامی یا حرام زادہ ہرگز نہیں۔ مولانا احمد رضا خاں نے ایک گندا معنیٰ نکال کر کس گستاخی سے اسے متنِ قرآن کی طرف نسبت کر دیا ہے۔"[1]

ڈاکٹر صاحب ایک عبارت میں زنیم کا نتیجہ نکالتے ہوئے یوں گُل افشانی فرماتے ہیں:-

"وہ شخص جو کسی اور قوم سے ہو کر کسی دوسری قوم میں شامل ہو جائے، خاندان اور نسب بدلنے والا بھی بے شک زنیم ہے لیکن اسے حرامی نہیں کہا جا سکتا نیز کہ اس کی اصل میں خطا ہے ——— مولانا احمد رضا خاں نے یہ نہایت گندا معنیٰ کیا ہے۔ علمائے اسلام جب قادیانیوں کو الزام دیتے ہیں کہ مرزا غلام احمد نے اپنے مخالفین کو گالیاں دی ہیں اور انہیں حرام زادہ کہا ہے، سو ان اخلاق کا آدمی ایک

---

[1] مطالعۂ بریلویت ج دوم ص ۱۳۶؛

شریف انسان کیسے سمجھا جا سکتا ہے؟ تو وہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم نے بھی تو ایک شخص (ولید بن مغیرہ) کو حرام زادہ کہا ہے۔ ہم نے بارہا کہا کہ قرآنِ کریم نے ہرگز کسی شخص کو حرام زادہ نہیں کہا، نہ زنیم کے معنی حرام زادہ کے ہیں، تو وہ جھٹ مولانا احمد رضا خاں کا ترجمہ کنزالایمان پیش کر دیتے ہیں کہ اس میں زنیم کے معنی یہ لکھے گئے ہیں "جس کی اصل میں خطا ہو" سو ہمیں جواباً کہنا پڑتا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں بھی تو عہدِ انگریزی میں دوسرے درجے کے مجدد ہی تھے نا، اوّل مرزا غلام احمد دوم مولانا احمد رضا خاں ـــــ کاش مولانا احمد رضا خاں کا یہ ترجمہ نہ چھپتا اور مسلمانوں کو قادیانیوں کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑتا"۔ [1]

WWW.NAFSEISLAM.COM
"THE NATURAL PHILOSOPHY OF AHLESUNNAH WAL JAMAAH"

ولید بن مغیرہ کے بھرپور دفاع اور حمایت میں پانچ جملے

(۱) "کسی کی اصل میں خطا ہو بھی تو یہ اُس کا اپنا گناہ نہیں، اس کے ماں باپ کا گناہ ہوتا ہے۔" (ڈاکٹر خالد محمود)

یہ الزام براہِ راست قرآن مجید پر ہے۔ متقدمین و متاخرین تمام مفسرین و مترجمین کا اس پر اتفاق ہے کہ قرآن کریم میں ولید ہی کو زنیم کہا گیا ہے اور یہ بھی کہ اس کے معنیٰ حرام زادہ کے ہیں۔ کیا اس بات کی خبر (معاذ اللہ) خدا تعالیٰ کو نہیں تھی کہ یہ گناہ تو ولید کی ماں کا ہے ولید کا نہیں، پھر میں بھلا

[1] مطالعۂ بریلویت ج ۲ صفحہ ۱۳۷

قرآنی آیات ولید کے حق میں اُتار کر اسے حرام زادہ کیونکر کہہ رہا ہوں ؟
جناب پی ایچ ڈی کر بیٹھے مگر آج تک یہ پتہ نہ چل سکا کہ قرآن کریم میں ولید کو زنیم کس لیے کہا گیا ہے۔ علماء کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ زنیم دراصل اس لیے کہا گیا کہ اصل اور بداصل کی عادات و خصائل میں قدرتی طور پر بہت فرق پایا جاتا ہے۔ بداصل فطرتاً درشت خُو، طعنے باز، چغلی خور اور جھوٹا ہوتا ہے۔ یعنی برائی کا اثر بچے میں بھی منتقل ہو جاتا ہے اس لیے اس برائی سے بچنے کی تاکید اس لیے بھی ہے کہ جہاں بذاتِ خود بدکاری بہت بڑے عذاب کا باعث ہے وہیں اس کا اثر ناجائز اولاد میں بھی بُرے طریقہ سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۲) "کسی کو حرام زادہ کہنا گالی تو ہو سکتا ہے لیکن اسے اس کے کسی قصور کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا۔" (ڈاکٹر صاحب)

یہ الزام بھی براہِ راست قرآن مجید پر ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ولید ہی کو زنیم کہا ہے اور اسی معنی میں کہا ہے کہ وہ حرام زادہ ہے اور یہ عیب اس لیے ظاہر فرمایا تاکہ دُنیا اس برائی سے رُک جائے اور سمجھ لے کہ زنیم شخص خود بھی ظلم و زیادتی کرنے والا، جفا کار، بداعمال و بدکردار اور سفاک فطرت کا مالک ہوتا ہے یعنی بڑوں کا گناہ تو الگ ہُوا، جنم لینے والا بچہ بھی اُن کی بُرائی کے اثرات سے محفوظ نہیں رہ سکے گا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس کے حرامی ہونے کو بھی ظاہر فرما دیا کہ یہ جو بڑھ چڑھ کر میرے پیارے محبوب کی شان میں گستاخیاں کرتا پھرتا ہے یہ دراصل بداصل ہے اور بداصل اپنی عادات و خصائل کا مالک ہوتا ہے۔ تو جناب ڈاکٹر صاحب! اب اللہ تعالیٰ سے کہئے کہ اس نے ولید کو زنیم کیونکر کہا جب کہ گناہ اور قصور اُس کی ماں کا تھا۔

(۳) "اس شخص کے لیے جو کسی قوم میں ویسے ہی آ کر مل جائے، زنیم

کا لفظ کتنا مناسب ہے۔" (ڈاکٹر صاحب)

دل کے کانوں سے صاحبِ بصیرت حضرات سماعت فرمائیں کہ ڈاکٹر صاحب کی عبارت کے یہ الفاظ پکار پکار کر ولید بن مغیرہ کی حمایت کرتے نظر آتے ہیں مگر کیا کیا جائے ڈاکٹر صاحب! جس گستاخ رسول کی حمایت میں آپ کمر بستہ ہیں اور اسے حرام زادہ کہنے پر آپ چڑتے ہیں، تمام مفسّرین کرام نے یہ تصریح کر دی ہے کہ یہ واقعی حرام زادہ تھا۔ ایک آپ ہیں کہ بڑے میٹھے انداز میں فرماتے ہیں۔ "زنیم کا لفظ کتنا نامناسب ہے" جیسے ولید کی بارگاہ میں عقیدتوں کے پھول نچھاور کیے جا رہے ہوں۔ آپ کے پرستار آپ کے ان جذبات کی قدر کرتے ہیں، آپ کا یہ جذبہ ضلالت رہے کیونکہ

وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ۔

WWW.NAFSEISLAM.COM
OF AHLESUNNAT WAL JAMAAT

(۴) "اس (زنیم) کے معنی حرامی یا حرام زادہ ہرگز نہیں" (ڈاکٹر صاحب)

"ہرگز" کی تاکید مکمل طور پر ولید کے حق میں جاتی ہے یعنی آپ مطلق گوارہ نہیں فرما سکتے کہ کوئی ولید بن مغیرہ کو حرام زادہ کہے جبھی تو فرماتے ہیں "اس کے معنی حرام زادہ ہرگز نہیں"، مگر کیا کیا جائے کہ جب علمائے اسلام کی تصریحات و تشریحات دیکھتے ہیں تو وہاں آپ کی بات جھوٹ کا پلندہ نظر آتی ہے اور ولید کے بارے میں جس خوش فہمی کا شکار آپ ہیں وہ خوش فہمی دم توڑ دیتی ہے، بہر حال ہم بھی بلب ہیں کہ ہر کسی کو اپنے بزرگوں کے دفاع کا حق حاصل ہے۔

(۵) "مولانا احمد رضا خاں نے ایک گندا معنیٰ نکال کر کس گستاخی سے اسے متنِ قرآن کی طرف نسبت کر دیا ہے۔" (ڈاکٹر صاحب)

مولانا احمد رضا خاں نے تو "گستاخی" کر ہی ڈالی، آپ چونکہ

بی۔ایچ۔ڈی ہیں، علامہ ہیں اور اپنے اندر علم و فضل کے بحرِ ذخّار سمیٹے بیٹھے ہیں، دیانت و صداقت کے اعلیٰ درجے پر بھی فائز ہیں، روپوں پیسوں کی بھی کمی نہیں لہذا آپ مولانا احمد رضا کے مقابلہ میں زنیم کا ایک اچھا سا، خوبصورت اور محترم معنیٰ نکال کر انتہائی ادب و احترام سے ولید بن مغیرہ کی ذات پر چسپاں کر دیجئے، یوں آپ اور آپ کے پرستاروں کے کلیجے میں ٹھنڈ بھی پڑ جائے گی اور احمد رضا سے اس کی گستاخی کا بدلہ بھی ہو جائے گا۔ ایک تیر سے دو شکار کیوں نہیں کر لیتے؟ ویسے اب تک تو آپ زنیم کا با ادب و لائقِ احترام معنیٰ نکالنے میں ناکام رہے ہیں البتہ میرے اس مضمون کو پڑھنے کے بعد آپ پھر ایک ناکام سی کوشش کر کے دیکھ لیں۔ ہمّتِ مرداں مددِ ......؟

اسی طرح میں نے آپ کی کتاب سے جو دوسرا پیرا نقل کیا ہے وہ بھی سارے کا سارا ولید کے تحفظ اور بچاؤ کی کھلی عکاسی کرتا نظر آتا ہے۔ اگر ولید بن مغیرہ کو حرام زادہ کہنے پر امام احمد رضا بریلوی انگریزوں کے ایجنٹ ہو گئے تو آنے والے دلائل کے بعد ڈاکٹر صاحب کس کس کو انگریزوں کا ایجنٹ قرار دیں گے اور کس کس کے سر گستاخ ہونے کی تہمت رکھیں گے۔

خدا کی شان کہ جو اپنی کتاب میں امام احمد رضا کو گستاخ کہنے کے لیے مکمل فریب کاری اور جوڑ توڑ سے کام لیتا رہا وہ خود تمام بزرگانِ دین حتیٰ کہ بارگاہِ خداوندی اور بارگاہِ رسالت کا کتنا بڑا گستاخ نکلا کیونکہ قرآن حضور پہ اترا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زنیم کے معنیٰ حرام زادہ کے بتائے اُس کو صحابہ کرام نے سُنا اور تابعین تک پہنچایا اور تابعین کے ذریعے تبع تابعین تک پہنچا اور ایسے ہی ہم تک پہنچا۔ اگر یہ معنیٰ نہ ہوتا تو مترجمین اور مفسرین کرام اس کا معنیٰ حرام زادہ

کیوں بتاتے۔ اور ڈاکٹر صاحب کے نزدیک یہ معنیٰ کرنے والا گستاخ ٹھہرا۔ اب خود شمار کر لیجئے کہ ڈاکٹر صاحب کس کس پر گستاخ ہونے کا الزام نہیں رکھ رہے ہے۔ اور کون ہے جو اس تہمتِ بد سے بچ جائے گا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا۔

زنیم کا معنیٰ حرام زادہ ـــــ ٹھوس دلائل

ڈاکٹر صاحب نے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے پاکیزہ دامن پر جو کیچڑ اُچھالنے کی باطل کوشش کی ہے، اس سے انہوں نے اپنا دامن گستاخِ رسول سے دوستی کا حق ادا کرتے ہوئے عتاب وعذاب کے انگاروں سے بھر لیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے انجام کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہوئے احقر اب ان دلائل کی طرف متوجہ ہوتا ہے کہ زنیم کے معنی حرام زادہ ہی کے ہیں۔

(۱) ڈپٹی نذیر احمد خاں، جنہیں دیوبندی شمس العلماء کے لقب سے نوازتے ہیں، انہوں نے عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ کا ترجمہ یہ کیا ہے:۔

"اور ان سب (عیوب) کے علاوہ بداصل بھی ہے۔"

بداصل کے معنی حرام زادہ ہی کے ہیں، بقول ڈاکٹر صاحب، مولوی نذیر احمد خاں انگریز کے ایجنٹ اور گستاخِ قرآن ٹھہرے۔

(۲) جماعتِ اسلامی کے بانی مودودی صاحب کا ترجمہ:۔

"اور ان سب عیوب کے ساتھ بداصل بھی ہے۔"

حاشیہ میں مودودی صاحب رقمطراز ہیں:۔

" اصل میں لفظ زنیم کا استعمال ہوا ہے، کلام عرب میں یہ لفظ اس ولد الزنا کے لیے بولا جاتا ہے جو دراصل ایک خاندان کا فرد نہ ہو مگر اس میں شامل ہو گیا ہو۔" ؎۱

مودودی صاحب کے ترجمہ و تشریح سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ یونہی آکر کسی دوسرے خاندان میں ملنے والے کو زنیم نہیں کہتے بلکہ اُسے کہتے ہیں جس کی اصل گناہِ بد کی وجہ سے تبدیل ہوگئی ہو اور وہ دوسرے خاندان میں شامل ہوگیا ہو۔ بقول ڈاکٹر صاحب یہ بھی انگریزوں کے ایجنٹ اور گستاخِ قرآن ٹھہرے۔

(۳) مولوی شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں :-

"زنیم" کے معنی بعض سلف کے نزدیک ولد الزنا اور حرام زادے کے ہیں، جس کافر کی نسبت یہ آیتیں نازل ہوئیں، وہ ایسا ہی تھا" ؎۲

"وہ ایسا ہی تھا" یعنی حرام زادہ ہی تھا۔ عثمانی صاحب کی تصدیق سے متعلق اب ڈاکٹر صاحب کیا فرمائیں گے؟ کیا اب بھی کہیں گے کہ عثمانی صاحب نے ایک گندا معنیٰ نکال کر کس گستاخی سے اسے متنِ قرآن کی طرف نسبت کر دیا ہے؟

میرے خیال میں اب تو وہ کسی قادیانی کے سامنے شرمندہ نہیں ہوں گے۔ کیا عثمانی صاحب بھی عہدِ انگریزی میں دوسرے درجے کے مجدّد تھے؟

اُف! ڈاکٹر صاحب نے جسے بدنام کرنا چاہا وہ کتنا ہی نیک خُو کیوں نہ ہوا، بدنام کر کے رہے اور جسے عقیدت کا اظہار مقصود تھا وہ کتنا ہی بُرا کیوں نہ تھا، اُس کی بارگاہ میں عقیدت کا نذرانہ ضرور پیش

؎۱ تفہیم القرآن جلد ششم سورۂ القلم ؎۲ تفسیر عثمانی سورۂ القلم ؛

کیا۔ ولید بن مغیرہ کے ساتھ اس خوش عقیدگی کے پس پردہ کون ساجذبہ کارفرمارہا۔ یہ ڈاکٹر صاحب ہی بتا سکتے ہیں۔

(۴) دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کا ترجمہ دیکھئے :۔

"ان (سب) کے علاوہ حرام زادہ (بھی) ہو"

اُمید ہے قارئین کی آنکھیں اب خوب کھلتی جارہی ہوں گی، کیونکہ ڈاکٹر صاحب کی آنکھیں تو کھلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، وہاں تو خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ والا معاملہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب کو مولانا احمد رضا خاں کے ترجمہ اصل میں خطا سے چڑ تھی مگر یہاں تو لفظ بھی حرام زادہ استعمال ہوا ہے۔ ڈاکٹر صاحب اب تو آپ قادیانیوں کے سامنے شرمندہ نہیں ہوں گے نا؟ بالفرض ایسی صورت حال پیش آہی جائے تو قادیانی کے آگے تحذیرالناس رکھ دیا کیجئے، منظر بدل جائے گا، گلے ملتے نظر آئیں گے۔ بجائے شرمندگی کے تفاخر کا احساس پیدا ہو گا۔ اور جہاں تک انگریزوں کا ایجنٹ ہونے کی بات ہے تو یہ ڈاکٹر صاحب ہی وضاحت فرماسکیں گے کہ آپ کے مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب نے تھانوی صاحب کے بارے میں یہ کیوں لرزہ خیز انکشاف فرمایا تھا کہ:

"ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ اُن کو چھ سو روپیہ حکومت (برطانیہ) کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔"[1]

(۵) مولوی عبدالماجد دریا آبادی صاحب بھی دیوبندی مذہب میں بلند پایہ درجہ کے مالک ہیں، اُن کا ترجمہ یہ ہے :۔

[1] مکالمۃ الصدرین صفحہ ۱۶

"اس کے علاوہ بدنسب بھی ہے۔"

بدنسب اُسی شخص کو کہتے ہیں جس کی اصل میں خطا ہو۔ کیا فرماتے ہیں ڈاکٹر صاحب اپنے اس بزرگ دیوبندی کے بارے میں کہ یہ عہدِ انگریزی میں کون سے درجے کے مجدّد رہتے؟ یہ ڈپٹی نذیر احمد صاحب، مودودی صاحب، شبیر احمد عثمانی، تھانوی صاحب اور عبدالماجد دریاآبادی کے چھپنے والے ترجموں نے زنیم کا معنیٰ بداصل، بدنسب اور حرام زادہ کر کے قادیانیوں کے سامنے آپ کا سر اونچا کر دیا ہوگا۔

(۶) علامہ حسین واعظ کاشفی فرماتے ہیں :۔

"زنیم O بدمعاش حرام زادہ، جس کا باپ نامعلوم ہو۔۔ ۔۔۔۔۔ تفسیر زاہدی میں مذکور ہے کہ جب رسول اللہ نے یہ آیت قریش کی مجلس میں ولید کو پڑھ کر سنائی، جس عیب پر آپ پہنچے اس کو اپنے میں پاتا تھا مگر حرام زدگی کو نہیں پاتا تھا اس نے اپنے جی میں کہا۔۔۔۔ ۔۔۔ میں جانتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹ نہیں کہتے ہیں، جو زنیم کہا اس مہم کو کیسے سر کروں، تلوار کھینچ کر ماں کے پاس چلا آیا، القصہ بہت ڈرا دھمکا کر اقرار لیا تو اس کی ماں نے کہا، تیرا باپ عورت سے بات چیت کی جرأت نہیں کرتا تھا، اُس کے بھتیجے تھے ۔۔۔۔۔۔۔ مجھ کو رشک آیا، فلاں غلام کو اُجرت پر لے لیا تو تُو اُسی کا لڑکا ہے۔" [1]

(۷) قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ قاموس کے حوالے سے فرماتے ہیں :۔

"وہ شخص جو حرامی ہونے میں متہم ہوا۔" [2]

---

[1] تفسیر حسینی جلد دوم صفحہ ۴۳۶۔ مترجم مولانا سید عبدالرحمٰن بخاری سعید اینڈ کمپنی کراچی [2] تفسیر مظہری جلد ۱۲ صفحہ ۴۴ سعید اینڈ کمپنی ؛

WWW.NAFSEISLAM.COM "THE NATURAL PHILOSOPHY OF AHLESUNNAT WAL JAMAAT"

پڑھتا جا شرماتا جا۔

(۸) مولوی محمد نعیم دیوبندی اُستاذ تفسیر دیوبند نے زنیم کا معنیٰ و تشریح یہ کی ہے :۔

"اس کے علاوہ حرام زادہ ہو ______ جو قریش میں یُونہی منسوب ہو یعنی ولید بن مغیرہ، جس کے باپ نے ۱۸ سال بعد اس کو اپنی طرف منسوب کیا تھا، ابن عباس فرماتے ہیں کہ ہمیں معلوم نہیں کہ اللہ نے جس قدر اس کی برائی کی، کسی اور کی بیان کی ہو لہذا یہ عار ہمیشہ کے لیے اس کو لگ گئی۔" [1]

(۹) زیر آیت مذکورہ یعنی عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ کے تحت اس تفسیرِ جلالین کا حاشیہ دیکھئے جو وفاقی وزارتِ تعلیم حکومتِ پاکستان نے ملک کے تمام دینی مدارس کے لیے منظور کی ہے۔ جس پر لکھا ہے "تعلیقاتِ جدیدہ من التفاسیر المعتبرۃ لحل الجلالین" مطبوعہ: ایم وائی پرنٹرز (پ) لمیٹڈ پی ۱۵۲۸ صفر مال راولپنڈی۔

حاشیہ میں لکھا ہے :۔

"هُوَ مَنْ يُّدْعٰى لِغَيْرِ اَبِيْهِ اِبْنًا لَهٗ وَهُوَ الْمُتَبَنّٰى كَمَا مَرَّ شرح هذا اللفظ مِنَ الشَّارِحِ فِيْ سُوْرَةِ الْاَحْزَابِ وَفِيْ رُوْحِ الْبَيَانِ فَالزَّنِيْمُ هُوَ الَّذِيْ تَبَنَّاهُ اَحَدٌ اَىْ اِتَّخَذَهٗ اِبْنًا وَلَيْسَ بِابْنٍ لَهٗ مِنْ نَسَبِهٖ فِي الْحَقِيْقَةِ پس ولید بن مغیرہ پسر خواندہ شد در قریش دراصل از قریش نہ بود یعنی حرام زادہ بود"

(۱۰) تفسیر ابن کثیر میں ہے :۔

---

[1] کمالین شرح جلالین جلد ۷ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان۔

"لغتِ عرب میں زنیم اُسے کہتے ہیں جو کسی قوم کا سمجھا جاتا ہو لیکن دراصل اس کا نہ ہو، عرب شاعروں نے اسے اسی معنی میں لیا ہے یعنی جس کا نسب صحیح نہ ہو .... عکرمہ فرماتے ہیں ولد الزنا مراد ہے .... اسی طرح کے اور بھی بہت سے اقوال ہے لیکن سب کا خلاصہ صرف اسی قدر ہے کہ زنیم وہ شخص ہے جو برائی میں مشہور ہوا ہو اور عموماً ایسے لوگ ادھر ادھر سے ملے ہوئے ہوتے ہیں جن کے صحیح نسب اور حقیقی باپ کا پتہ نہیں ہوتا۔" [1]

(۱۱) علامہ ابو محمد عبدالحق حقانی دہلوی فرماتے ہیں:۔

"سب عیبوں کے بعد زنیم ولد الزنا، حرام کا نطفہ بیشتر اخلاقِ رذیلہ کا سرچشمہ ہوتا ہے۔ ولید کو اٹھارہ برس کے بعد اس کے باپ نے کہا تھا کہ یہ میرے نطفہ سے ہے، حرامی اولاد میں خیر و برکت، شجاعت و حمیت کم ہوتی ہے۔" [2]

ڈاکٹر صاحب نے جو اعتراض کیا تھا کہ کسی کو حرام زادہ کہنا گالی تو ہو سکتا ہے لیکن اسے اس کے کسی قصور کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا۔ علامہ حقانی نے کیا خوب فرمایا ہے کہ قرآنِ کریم نے اسی لیے اس کا یہ عیب ظاہر فرمایا کہ یہ شخص بداصل و بدنسب ہونے کے باعث خیر و برکت سے محروم اور فطری طور پر بزدل اور بے غیرت تھا۔ گویا جو شخص بداصل ہو اس میں یہ عیوب بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں اور اس کے ضمیر و خمیر ہی میں برائی کے رذیل جراثیم سرایت کر جاتے ہیں۔ کیا فرماتے ہیں ڈاکٹر صاحب علامہ عبدالحق حقانی کے بارے میں؟

---

[1] تفسیر ابن کثیر جلد ۵ مترجم مولانا ابو محمد جوناگڑھی۔ نظر ثانی واضافات سید انظر شاہ کشمیری، ادارہ اشاعت ناشران قرآن لمیٹڈ لاہور۔ [2] تفسیر حقانی جلد ۵ میر محمد کتب خانہ کراچی ؏

(۱۲) شاہ عبدالقادر محدث دہلوی ترجمہ و تشریح میں فرماتے ہیں:۔

"سوائے ان سب عیبوں کے حرام زادہ ہے یعنی تحقیق نہیں جو اس کا باپ کون ہے۔"[1]

اس کے بعد شاہ صاحب نے تفسیر زاہدی کے حوالے سے وہی عبارت درج فرمائی ہے جس کو میں ۶ نمبر میں بیان کر آیا ہوں یعنی ولید نے جب یہ عیب سُنے تو ماں کو ڈرا دھمکا کر اصل بات اُگلوالی۔ کیا ڈاکٹر صاحب اب شاہ عبدالقادر صاحب کو بھی عہدِ انگریزی میں دوسرے درجے کا مجدد کہیں گے؟

(۱۳) امام عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی لکھتے ہیں:۔

"(زنیم) دعی وکان الولید دعیا فی قریش لیس من سنخهم ادعاه أبوه بعد ثمان عشرة سنة من مولده وقیل بغت أمه ولم یعرف حتی نزلت هذه الآیة والنطفة إذا خبثت خبث الناشئ منها روی أنه دخل علی أمه وقال إن محمداً وصفنی بعشر صفات وجدت تسعاً فیّ فأما الزنیم فلا علم لی به فإن اخبرتنی بحقیقة وإلا ضربت عنقك فقالت إن أباك عنین وخفت أن یموت فیصل ماله إلی غیر ولده فدعوت راعیاً إلی نفسی فأنت من ذالك الراعی۔"[2]

WWW.NAFSEISLAM.COM
"THE NATURAL PHILOSOPHY OF AHLESUNNAT WAL JAMA'AH"

اس عبارت کا مطلب بھی وہی ہے جس کو نمبر ۶ میں تفسیر زاہدی کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ ماں نے ولید بن مغیرہ کو بتا دیا کہ تو واقعی حرام زادہ ہے۔ اس عبارت کو سمجھنے کے لیے نمبر ۶ کو دوبارہ پلٹ

۱؎ تفسیر موضح القرآن ۲؎ تفسیر النسفی المسمی بمدارک التنزیل وحقائق التاویل

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

کر ملاحظہ فرمالیں۔

ولید بن مغیرہ کا دفاع کرنے والے کے سامنے انتہائی مضبوط، معتبر اور مستند اختصاراً صرف تیرہ دلائل بلکہ اُس کے سر پر تیرہ پہاڑ رکھ دیئے ہیں جن سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہوگیا کہ امام احمد رضا نے وہی معنیٰ کیا ہے جو قرآن کا اصل منشاء ہے۔ بیسیوں دلائل اور بھی دیئے جا سکتے ہیں مگر اختصار ملحوظ ہے۔ وہابیت ویسے بھی گستاخیٔ رسول کی مشہور صفت ہے مگر ڈاکٹر صاحب نے تو اس کی پروڈکشن میں ایک دم دگنا تگنا اضافہ کر دیا ہے۔ خدا معلوم، کہ ڈاکٹر صاحب کو ولید بن مغیرہ سے اس قدر ہمدردی کیوں ہے۔ ان کے اس جھوٹ پر کہ اس کا معنیٰ حرام زادہ ہرگز نہیں، کیا کوئی ان کی گردن سے پکڑ کر پوچھ سکتا ہے کہ یہ جھوٹ آپ نے کیوں بولا، یہ دجل آپ نے کیوں کیا اور اتنی تلبیس سے آپ نے کیوں کام لیا؟ غصے کی آگ سے ڈاکٹر صاحب جل بھن کر رہ گئے کہ احمد رضا خاں نے ولید کے بارے میں یہ کیوں لکھا کہ اس کی اصل میں خطا ہے۔ اور یہ شعلے اتنے بھڑکے کہ جب تک یہ نہ کہہ لیا "کاش مولانا احمد رضا خاں کا یہ ترجمہ نہ چھپتا اور مسلمانوں کو قادیانیوں کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑتا"، اُس وقت تک دل کی آگ نہ بجھی۔ اب جو میں نے تیرہ پہاڑ ان کے سر پر رکھ دیئے ہیں تو کیا کوئی اندازہ کر سکتا ہے کہ یہ آگ کتنی بھڑکی ہوگی۔ البتہ جو الزام ڈاکٹر صاحب نے امام احمد رضا پہ عائد کیے تھے وہ سب کے سب ان مذکورہ حضرات پر بھی خود بخود عائد ہو گئے اور ہر کوئی بڑی آسانی سے کہہ سکتا ہے کہ کاش یہ ترجمے اور یہ تفسیریں نہ چھپتیں اور

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) جلد ۳- قدیمی کتب خانہ کراچی ؛

WWW.NAFSEISLAM.COM

یوں ڈاکٹر خالد محمود صاحب کو شرم سے (اگر ہے) پانی پانی نہ ہونا پڑتا۔ ہے کوئی صاحبِ انصاف دیوبندی جو ڈاکٹر صاحب کے گریبان کو جھنجوڑ کر پوچھے کہ ان تراجم و تفاسیر کے بارے میں آپ کا خیال کیا ہے اور ان کی تصریحات کے باوجود آپ ولید کو حلالی بنانے پر کیوں تُلے ہوئے ہیں اور بداصل و بدنسب کہنے پر پانی میں بتاشے کی طرح کیوں گھُلے جا رہے ہیں؟

یہ مانا تیرے لب پہ نغمۂ توحید ہے لیکن
تیرے من میں بسیرا ہے ولیدوں، یزیدوں کا

⑦ الفاظ کا استعمال

امام احمد رضا کو سوچی سمجھی سازش کے تحت بدنام کرنے کے لیے ڈاکٹر صاحب نے ہر ممکن حربہ استعمال کیا ہے صفحہ ۱۶۱ پر لکھا ہے کہ مولانا احمد رضا خان نے ترجمے کے اندر دیہاتی زبان استعمال کی ہے اور بھدّے الفاظ پیش کئے ہیں۔ حالانکہ اہلِ علم جانتے ہیں کہ اپنے اپنے علاقے کی ایک مخصوص بولی ہوتی ہے ایک خاص زبان ہوتی ہے۔ ایک لفظ ایک جگہ بھدّا معلوم ہوگا مگر وہی لفظ دوسری جگہ کے رہنے والوں کے لیے مانوس ہوگا۔ البتہ ایسا لفظ نہ ہو کہ جس کا مفہوم کہیں بھی اچھا نہ سمجھا جاتا ہو جیسے وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى میں ضآلًّا کے معنی مفتی محمود الحسن صاحب نے "بھٹکنا"[1] کر دیئے ہیں۔ حالانکہ یہ خطاب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہے اور آپ کی ذاتِ اقدس کے لیے لفظ "بھٹکنا" کہیں بھی اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ کسی بھی علاقے کا باشندہ "بھٹکنا" کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

[1] قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جو شخص (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

WWW.NAFSEISLAM.COM

کے لیے استعمال میں ہرگز نہ لائے گا۔ جہاں تک بھدّے الفاظ کا تعلق ہے تو بطور مشتے نمونہ از خروارے محمود الحسن صاحب کے ترجمہ کے الفاظ ملاحظہ فرمائیے:۔

● اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝ (الکوثر) "بیشک دشمن ہے تیرا وہی رہ گیا پیچھا کٹا۔" (محمود الحسن)

پیچھا کٹا کس قدر بھدّا لفظ ہے۔ ترجمے میں لذّت نام کی کوئی شے نہیں رہی۔

اب ذرا امام احمد رضا کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:۔

"بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔" (کنز الایمان)

● وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِيْ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا (التحریم) "اور مریم بیٹی عمران کی جس نے روکے رکھا اپنی شہوت کی جگہ کو۔" (محمود الحسن)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کے لیے ایسی بازاری زبان استعمال کرنے کا حوصلہ کسے ہے۔ اب امام احمد رضا کا ترجمہ دیکھئے:۔

"اور عمران کی بیٹی مریم جس نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی۔" (کنز الایمان)

● وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ (المومنون پارہ ۱۸ آیت ۵) "اور جو اپنی شہوت کی جگہ کو تھامتے ہیں۔" (محمود الحسن)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ضال بمعنی گمراہ و بھٹکا کرے وہ کافر ہے۔ ملخصاً کتاب الشفاء جلد دوم صفحہ ۱۰۳؛

تھامنا کا معنی ہے پکڑ لینا۔ دیکھئے کس قدر مضحکہ خیز ترجمہ کیا گیا ہے مگر ڈاکٹر صاحب کو اسی طرح کی زبان پسند ہے اور امام احمد رضا بریلوی کا یہ ترجمہ اُن کے نزدیک ترجمہ ہی نہیں:۔

"اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔" (کنزالایمان)

● وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ( ) "اور بچو ہڑدنگے سے۔" (محمود الحسن)

کتنا دیہاتی اور بھدّا لفظ ہے مگر امام احمد رضا فرماتے ہیں: "اور شیطان سے بچو۔" (کنزالایمان)

● وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (پ ۲۸ التحریم) "جس کی چھپٹیاں ہیں آدمی اور پتھر۔" (محمود الحسن)

"جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔" (کنزالایمان)

WWW.NAFSEISLAM.COM SPIRITUAL PHILOSOPHY OF AHLESUNNAT WAL JAMAAT

● اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا (سورہ انفال آیت ٦٦)

"اب بوجھ ہلکا کر دیا اللہ نے تم پر سے اور جانا کہ تم میں سستی ہے۔" (محمود الحسن)

یہ آیت کریمہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ "بوجھ" کسی قرآنی لفظ کا ترجمہ نہیں۔ یہ اضافہ ہے اور بغیر بریکٹ کے ہے اور بقول ڈاکٹر صاحب یہ معنوی تحریف ہے۔ دوسرے محمود الحسن صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کہا "تم میں سستی ہے" حالانکہ سستی انسان کے کسی ذاتی عمل کا نتیجہ ہوتی ہے یعنی کسی فعل کے سر انجام دینے میں کسی کمی یا کوتاہی کی بنا پر سستی کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ وہ کسی بھی موقع پر (معاذ اللہ) سست یا کاہل ہوئے ہوں۔

اب امام احمد رضا کا ترجمہ دیکھئے۔

"اب اللہ نے تم پر سے تخفیف فرمائی اور اُسے علم ہے کہ تم کمزور ہو۔" (کنزالایمان)

لیکن حیرت ہے کہ اپنے چند مخصوص وہابی عقائد کا ردّ دیکھتے ہوئے ڈاکٹر خالد محمود نے ترجمۂ کنزالایمان ہی کا انکار کر دیا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ ترجمۂ قرآن نہیں۔

⑧ "پیٹھ توڑنا" محاورہ ہے

مسلسل افکار و صدمات کی وجہ سے انسان جب خود پر بہت بوجھ محسوس کرتا ہے یا بقدرِ ضرورت ظاہری اسباب کی کمی اُسے متفکر کر دیتی ہے تو ایسے موقعہ پر عموماً کہا جاتا ہے کہ فلاں آدمی کی تو کمر ٹوٹ گئی ہے جیسے کسی آدمی کا بیٹا مر جائے تو کہتا ہے آج میری کمر ٹوٹ گئی۔ یہ کہہ کر گویا وہ اپنے صدمے کا اظہار کرتا ہے۔ انگریزی میں بھی اسی طرح ہے۔ (GRIEF HAS BROKEN HIS BACK) غم نے اُس کی کمر توڑ دی یا غم نے اُسے بوڑھا کر دیا۔

پیٹھ توڑنا یا کمر ٹوٹنا ایک محاورہ ہے جو آلام و تکالیف اور مصائب و شدائد کے اظہار کے لیے بولا جاتا ہے۔ چنانچہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ کا ترجمہ یہ کیا ہے:"اور تم پر سے تمہارا بوجھ اُتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑ دی تھی۔"

امام احمد رضا بریلوی کے اس ترجمہ کے بارے میں ڈاکٹر صاحب "حضور کی بے ادبی کی ایک اور حرکت" کے عنوان سے لکھتے ہیں:۔

"افسوس خاں صاحب نے بہت بے ادبی کا ترجمہ کیا ہے، حضور

کے لیے پیٹھ توڑنے کا لفظ استعمال کرتے ہوئے انہیں ایمانی حیا مانع نہ آئی "۔[1]

میں نے کہیں پڑھا تھا کہ سپارٹا کی یونانی ریاست میں سب سے اچھے "وار داتیے" کو بڑے انعام و اکرام سے نوازا جاتا تھا۔ اگر اس وقت بھی کوئی کمیٹی وہاں یا کہیں اور ہو تو میں اس کی توجہ ڈاکٹر صاحب کی تالیف مطالعۂ بریلویت کی طرف مبذول کراتا ہوں FIRST PRIZE کہیں نہیں گیا ـــــــ جیسا کہ بتایا جاچکا ہے کہ پیٹھ توڑنا یا کمر توڑنا ایک محاورہ ہے اور معنوی طور پر اس میں کسی بھی محترم انسان کی کوئی بے ادبی نہیں نکلتی اگر اس پر بول دیا جائے۔ خود ڈاکٹر صاحب کے پیشوا اور حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کا ترجمہ دیکھیے :-

"اور ہم نے آپ پر سے آپ کا وہ بوجھ اُتار دیا جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی "

اب کیا فرماتے ہیں ڈاکٹر صاحب کہ یہ بارگاہِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں بے ادبی کی حرکت ہے یا نہیں اور کمر توڑنے کے لفظ استعمال کرتے ہوئے تھانوی صاحب کو ایمانی حیا مانع ہوئی تھی یا نہیں ؟ آگے چلیے۔

ڈاکٹر صاحب کے ایک اور بزرگ شمس العلماء مولوی نذیر احمد خاں دہلوی نے یہ ترجمہ کیا :-

"اور (اس کے علاوہ بوجھ) جس نے تمہاری کمر توڑ رکھی تھی تم پر سے اُتار دیا۔"

کیا فرماتے ہیں ڈاکٹر صاحب ! حضور کی بے ادبی کی حرکت ہے یا

---

[1] مطالعۂ بریلویت ج دوم صفحہ ۱۶۲

WWW.NAFSEISLAM.COM
THE NATURAL PHILOSOPHY OF AHLESUNNAT WAL JAMAAT

نہیں اور کمر توڑنے کا لفظ استعمال کرتے ہوئے آپ کے مسلمہ مقتدا مولوی نذیر احمد صاحب کو ایمانی حیا مانع ہوئی تھی یا نہیں ؟

ڈاکٹر صاحب کے ایک اور بزرگ ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کا ترجمہ دیکھئے :-

"اور تم پر سے وہ بھاری بوجھ اُتار دیا جو تمہاری کمر توڑے ڈال رہا تھا۔"

فرمائیے جناب ! حضور کی بے ادبی کی ایک اور حرکت ہے یا نہیں اور کمر توڑنے کا لفظ استعمال کرتے ہوئے آپ کے اس بزرگ کو ایمانی حیا مانع ہوئی یا نہیں ؟

علامہ عبدالحق حقانی دہلوی فرماتے ہیں :-

"اور کیا آپ سے آپ کا وہ بوجھ نہیں اُتار دیا کہ جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی۔"

WWW.NAFSEISLAM.COM
"THE NATURAL PHILOSOPHY OF AHLESUNNAT WAL JAMAAT"

آگے تفسیر میں فرماتے ہیں :-

"چونکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حوصلہ بہت ہی بڑا تھا اور خصوصاً اس سبب سے کہ شرح صدر ہو چکا تھا تو آپ کے عزائم کی کیا انتہا۔ اور مکہ میں اس وقت تک آپ کے پاس اس کے سرانجام کے اسباب نہ تھے، نہ آپ کے قویٰ و جوارح اس کا تحمل کر سکتے تھے۔ یہ تھا وہ بھاری بوجھ کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ توڑ رکھی تھی۔" [۱]

کیا ڈاکٹر صاحب علامہ حقانی پر بھی حضور کی بے ادبی کا بہتان رکھیں گے ؟

[۱] تفسیر حقانی جلد ۵ سورۂ الم نشرح ۔

اب ذرا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے :۔

"اور اُتار رکھا تجھ سے بوجھ تیرا، جس نے کڑکائی پیٹھ تیری۔" (تفسیر موضح القرآن)

لفظ "کڑکائی" میں تو اور بھی شدت پائی جاتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب آپ کے الفاظ حضرت شاہ صاحب محدث دہلوی کے لیے بھی ہیں یا ان کو صرف امام احمد رضا ہی کے لیے مخصوص سمجھا جائے گا؟

اب اہلِ انصاف کو دعوتِ فکر ہے کہ وہ سوچیں اور خوب غور کریں کہ اگر ڈاکٹر خالد محمود ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی کا اعتراض بجا ہوتا تو وہ صرف امام احمد رضا کے ترجمہ پر اعتراض نہ کرتے بلکہ ساتھ اپنے پیشواؤں کی بھی خبر لیتے۔ کیا ہم اسے منافقانہ رویہ نہ کہیں گے؟

کیا یہ تنقید کا دوہرا معیار نہیں؟

کیا تعصب کی اس سے بڑھ کر بھی کوئی مثال مل سکتی ہے؟

مذکورۃ الصدر تمام حضرات ڈاکٹر صاحب کے لیے انتہائی محترم و مکرم ہیں مگر ڈاکٹر صاحب کی منافقانہ پالیسی اور ان کی فریب کاریوں کی وجہ سے وہ حضرات بھی ڈاکٹر صاحب کی عبارت کے نشانے پر آگئے۔ معلوم ہوا یہ سب محض دھوکہ اور فریب ہے۔ امام احمد رضا اس ناحق الزام سے بری ہیں، اُن کا دامن صاف ہے، دیوبندیوں کی یہ جا لبازیاں فقط اس لیے ہیں کہ امام احمد رضا نے ان پر ٹھوس دلائل قائم کر کے ان کو گستاخِ رسول ثابت فرمایا۔ علمائے حرمین شریفین سے تصدیق کروائی۔ پاک و ہند کے سینکڑوں علمائے حق نے بھی تائید کر دی اور وہی گرفت اب تک دیوبندیوں کے دل کا کانٹا بن کے رہ گئی ہے۔ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَار۔